روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ ہفتہ ۱۲ شوال ۱۴۱۱ھ، ۲۷ شہادت ۱۳۷۰ ہش، ۲۷ اپریل ۱۹۹۱ء نمبر ۹۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی نیتوں کا تجزیہ کریں

"اگر آپ روزمرہ کی زندگی میں اپنے نفوس کا اپنی نیتوں کا تجزیہ کریں۔ تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہونگے کہ مؤحد ہوتے ہوئے بھی بسا اوقات جب آپ (تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو رب العالمین ہے) کہتے ہیں کہ تمام تر حمد صرف اللہ ہی کیلئے ہے تو دل کے گوشے سے ایک آواز اٹھتی ہے۔ الحمدُ لی۔ الحمدُ لی۔ سب حمد تو میرے لئے ہے اور میرے لئے ہے"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونسؑ کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں محاتبت مغاضبت کو کہتے ہیں اور حوت مچھلی کو کہتے ہیں اور نون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے کہ عذاب کے ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گزرا کہ پیشگوئی اور دعائیں یوں ہی رائیگاں گئیں اور یہ بھی خیال گزرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات فردِ قراردادِ جرم کو بھی ردّی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل وقال سے کچھ نہیں بنتا، جب تک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں درِ منشور میں لکھا ہے کہ آپ نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا۔ تجھے رحم آجائے گا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۵۵)

خدا تعالیٰ کے احکام کو استخفاف کی نظر سے دیکھنا کفرانِ نعمت ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

"دیکھو! اس نے تم پر کیسے کیسے احسان کئے ہیں۔ تمہارے لئے زمین بنائی جو کیسی اچھی آرام گاہ ہے۔ پھل پھول اور طرح طرح کی نباتات پیدا کرتی ہے۔ جسے تم کھاتے ہو۔ پھر آسمان کو بنایا جیسے ایک خیمہ ہے وہ زمین کے ساتھ ساتھ چلتا ہے پھر بادلوں سے پانی اتارا۔ اس نے رنگا رنگ کے پھل اُگائے۔ یہ فضل ہوں اور پھر تم اس کا ندّ بناؤ۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ ندّ بنانا کیا ہے۔ سنو! یہ کہنا کہ دوست آگیا اس کی خاطر تواضع میں نماز رہ گئی۔ بچوں کے کپڑے اور بیوی کے زیور کی فکر تھی نماز میں شامل نہ ہو سکا۔ رات کو ایک دوست سے باتیں کرتے کرتے دیر ہو گئی اس لئے صبح کی نماز کا وقت نیند میں گذر گیا۔ غور کرو اس دوست یا اس شخص نے جس کے لئے تم نے خدا کے حکم کو ٹالا ویسے احسان تمہارے ساتھ کئے ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے تم سے کئے۔ اسی طرح آج کل مجھے خط آرہے ہیں کہ بارش ہوگئی ہے تخم ریزی کا وقت ہے اگر آپ اجازت دیں تو روزے پھر موسم سرما میں رکھ لیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کے احکام کا استخفاف ہے۔ توبہ کرو۔ یہ اپنے دنیاوی کاموں کو خدا کا ندّ بنانا ہے۔ جو کفرانِ نعمت ہے۔ اس کا سب سے بڑا انعام تم پر یہ ہے کہ قرآن ایسی کتاب دی۔ اگر تم کو یہ شک ہے کہ قرآن خدا کی کتاب نہیں ہے اور یہ بناوٹی ہے اور انسانی کلام ہے تو تم بھی کوئی ایسی کتاب لاؤ بلکہ اس کتاب کے ایک ٹکڑے جیسا ٹکڑا بنا کر دکھاؤ۔ میں بھی بعض لوگوں نے کہا کہ یہ قرآن کو توڑ موڑ کر ترجمہ کر لیتا ہے۔ میں کہتا ہوں جیسا تمہارا سنانے والا ہے ایسا کوئی سنانے والا لاؤ۔ میں تمہیں کہتا ہوں جھوٹ نہ بولو۔ کیا تم کوئی ایسا مترجم لا سکتے ہو جو کہے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ تم جھوٹ بولا کرو۔ میں کہتا ہوں کہ بدمعاملگی چھوڑ دو۔ کیا کوئی ایسا مترجم آئے گا جو کہے گا کہ بدمعاملگی کیا کرو۔ میں کہتا ہوں تم راستباز بنو، لڑائی چھوڑ دو، آپس کا فساد چھوڑ دو تو کیا کوئی ایسا مترجم آئے گا جو کہے گا کہ لڑائی کیا کرو۔ فساد مچایا کرو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵۔ اگست ۱۹۱۳ء)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ

ایسے احمدی طلباء جو اس سال میٹرک ایف اے۔ بی۔ اے اور ایم اے کا امتحان دے چکے ہیں یا دے رہے ہیں اور وہ زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے خواہشمند ہیں وہ امتحان کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں۔ بلکہ فوری طور پر اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر/صدر صاحب کی معرفت وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں تاکہ انٹرویو سے پہلے ان کے ضروری کوائف مکمل کئے جا سکیں۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ معین تاریخ کا اعلان جلد کر دیا جائے گا۔

وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ

درخواست دعا

○ مکرم سیّد محمد اقبال حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر دل کے عارضے اور دیگر عوارض کی وجہ سے علیل ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترمہ رشیدہ ثروت صاحبہ اہلیہ مکرم پروفیسر ملک مسعود احمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ لمبے عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

اسیرانِ راہِ مولیٰ کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ عزیز منظفر احمد ابن مکرم فاروق احمد

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷ ۔ شہادت ۱۳۷۰ ہش ۲۷ ۔ اپریل ۱۹۹۱ء

فضائل کو متعدی بنائیں

ایک شخص کا راہ راست پر ہونا بھی اہمیت رکھتا ہے ۔ لیکن صرف ایک ہی شخص کے راہ راست پر ہوتے سے منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بھی شائد معاشرے سے متاثر ہو جائے گا ۔ اور اسکی نیکی کا رنگ پھیکا پڑنے لگے گا ۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ کوشش یہ کی جائے کہ معاشرہ ــــ سارے کا سارا ــــ راہ راست پر ہو ۔ اچھے کام کرے ۔ نیک اثر چھوڑے ۔ خدمتِ خلق سے دوسروں کے کام آئے وغیرہ وغیرہ

بچوں کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے بچے کی صحیح رنگ میں تربیت کرنی ہے اور تربیت کے عمل کو ایک مسلسل عمل بنانا ہے ۔ تو لازمی ہے کہ اس کے یعنی "اس کا معاشرہ" چھوٹے چھوٹے بچوں کا آپس میں مل جل کر اٹھنا بیٹھنا اور کھیلنا وغیرہ ۔ بھی اچھا ہو ۔

اگر ہم یہ جان لیں کہ تھوڑی سی نیکی تو لوگوں کو اپنی طرف بہت کم کھینچتی ہے لیکن اگر اس نیکی کو بڑی اور نمایاں کر دیا جائے تو لوگ اس میں کشش محسوس کرتے ہیں ۔ نیکی متعدی ہو جاتی ہے لوگ وہی کچھ کرنے لگتے ہیں جو ان کے سامنے ایک نیک آدمی کرتا ہے ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :

"یاد رکھو کہ فضائل بھی امراضِ متعدیہ کی طرح متعدی ہونے ضروری ہیں ۔ ایمان لانے والے کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے اخلاق کو اس درجہ پر پہنچائے کہ وہ متعدی ہو جائیں ۔ کیونکہ کوئی عمدہ سے عمدہ بات قابلِ پذیرائی اور واجب التعمیل نہیں ہو سکتی جب تک اس کے اندر ایک چمک اور جذب نہ ہو ۔ اس کی درخشانی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور جذب ان کو کھینچ لاتا ہے ۔ اور پھر اس فعل کی اعلیٰ درجہ کی خوبیاں خود بخود دوسرے کو عمل کی طرف توجہ دلاتی ہے ۔"

پس معاشرہ کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں اپنی نیکیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے رہنے کی ضرورت ہے ۔ یہی ایک طریق ہے جس سے فضائل متعدی بن سکتے ہیں ۔ اور جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے فضائل امراض متعدیہ کی طرح متعدی ہونے ضروری ہیں ۔

کون بڑا ہے کون ہے چھوٹا
کس کو اور کیسے سمجھائیں
تقویٰ ہے معیار ہمارا
باقی سب کچھ بھول ہی جائیں

ابوالاقبال

ایسا خیالِ یار میں کھویا ہوا ہوں میں
سمجھے یہ اہلِ دہر کہ سویا ہوا ہوں میں

آنکھیں ہوئیں جو چار تو خود ہی سمجھ گئے
دردِ غمِ فراق میں رویا ہوا ہوں میں

اے دوست راہِ عشق کی دشواریاں نہ پوچھ
اس کے ہی پیچ و خم میں تو کھویا ہوا ہوں میں

دیکھو تو اُن کے لطف و عنایت کی انتہا
پتھر ہوں ، گوہروں میں پرویا ہوا ہوں میں

اُن کے کرم کا شکر ادا کس زباں سے ہو
اس بحرِ بیکراں میں ڈبویا ہوا ہوں میں

مورد ہے ذرّہ ذرّہ مرا اُن کے فضل کا
عفو و عطا میں ان کی سمویا ہوا ہوں میں

عصیاں کے داغ اشکِ ندامت سے مٹ گئے
اب دُور رہ لعین کہ دھویا ہوا ہوں میں

صدّیق وہ تو ہیں مری شہ رگ سے بھی قریب
صد حیف اپنے آپ سے کھویا ہوا ہوں میں

محمد صدیق امرتسری

وقارِ عمل

حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) فرماتے ہیں ۔

"میں خدام کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ سالوں میں ہاتھ سے کام کرنے کی روح کو دوبارہ زندہ کیا جائے ۔ اور خدام سے ایسے کام کرائے جائیں جن میں وہ ہتک محسوس کرتے ہوں اور وہ کام انفرادی طور پر کرائے جائیں ۔ ۔ ۔ ۔ اگر ایک خادم اکیلا کوئی کام کر رہا ہو اور اس کے ساتھی اسے دیکھیں تو وہ ضرور ہتک محسوس کرے گا ۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ اجتماعی طور پر کوئی کام نہ ہو ۔ بے شک اجتماعی طور پر بھی ہو ۔ لیکن انفرادی کام کے مواقع بھی کثرت سے پیدا کئے جائیں ۔ مثلاً کسی غریب کا آٹا اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا جائے ۔ یا کسی غریب کا چارہ اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا جائے یا کسی غریب کی روٹیاں پکوا دی جائیں ۔ جب خادم روٹیاں پکوانے جائے گا تو دل میں ڈر رہا ہوگا کہ مجھے کوئی دیکھ نہ لے اور اگر کوئی دوست اسے رستے میں مل جائے تو اسے کہے گا میری اپنی نہیں فلاں غریب کی ہیں اس کا یہ اظہار کرنا اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ اس کام کو ہتک آمیز خیال کرتا ہے یہ پہلا قدم ہوگا اسی طرح بعض اور کام اسی نوعیت کے سوچے جا سکتے ہیں ۔ ایسے کام کرانے سے ہماری غرض یہ ہے کہ کسی خادم میں تکبر کا شائبہ باقی نہ رہے اور اس کا نفس مر جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر ایک کام کرنے کو تیار ہو جائے ۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نامور ادیبہ محترمہ بانو قدسیہ صاحبہ کی فکر انگیز باتیں

گورنمنٹ جامعہ نصرت ربوہ کے جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب

محترمہ پرنسپل صاحبہ، معزز خواتین، اساتذہ کرام، اور قابلِ تعظیم طالبات۔

میں آپ کی، آپ کے کالج کی اور آپ کے شہر کی مشکور ہوں جس نے مجھے اس تقریب کی مہمانِ خصوصی بننے کا موقع فراہم کیا۔ ایک وقت ایسا تھا کہ مجھے صدارت کی کرسی پر بیٹھ کر اور اپنی حوصلہ افزائی دیکھ کر خوشی ہوتی تھی۔ لیکن جوں جوں وقت گذر رہا ہے۔ اپنے ماضی اور حال کو دیکھنے اور پرکھنے کی ہمت پیدا ہو رہی ہے۔ اب یہ حقیقت مجھ پر کھل گئی ہے کہ جس صدر کا آپ کو انتظار ہے۔ میں وہ نہیں ہوں۔ جس لیاقت، بصارت، کردار، آگہی کی آپ مجھ سے اُمید رکھتی ہیں وہ سب خاصیتیں کسی اور میں ہوں تو ہوں مجھ میں مفقود ہیں۔ یہ بات میں کسرِ نفسی کے طور پر نہیں کہہ رہی نہ میں اس بات کی خواہش مند ہوں کہ آپ میری بات کی تردید کریں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ میرے پاس وہ روشنی موجود نہیں جس سے کسی اور کو راستہ دکھایا جا سکتا ہے۔ میں فقط پانچ واٹ کا بلب ہوں جس کی لائٹ میں مجھے اپنے لئے راستہ تلاش کرنا مشکل محسوس ہوتا ہے۔

لیکن اس انتخاب میں بھی کچھ ایسا قصور نہیں ملک میں اس درجہ قحط الرجالی ہے کہ کسی سطح پر بھی نسل بخش لیڈر شپ موجود نہیں۔ ہم لوگ تو ہر اس شخص کو سادھو سمجھنے پر مجبور ہیں جس نے تن پر راکھ مل رکھی ہو۔ پھر اگر آپ کو مجھ پر صدر ہونے کا احتمال ہوا تو اس میں آپ کا کیا قصور؟ جس جنگل میں شیر موجود ہی نہ ہو وہاں چیتا، بھالو، بگھیرا کوئی بھی جنگل کا شاہ بن جائے کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

پرنسپل صاحبہ!

چونکہ یہ طے پایا کہ انفرادی طور پر میرے مطالعے یا مشاہدے سے زیادہ نفع بخش تجزیہ ممکن نہیں، اس لئے میں آپ کے اور حاضرین کے روبرو اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ میری یہ تقریر ایک نوعیت سے لاؤڈ تھنکنگ ہے۔ جس میں میں اپنے آپکے اور ہم سب کے مجموعی خسارے کا ذکر تو کرنا چاہوں گی لیکن ان نقصانات کی تلافی کیسے ممکن ہے۔ ایسے حل میرے ساتھ ساتھ آپ کو خود ہی تلاش کرنا ہوں گے۔

محترمہ آپ جانتی ہیں کہ آج ہماری تعلیم کی ناگفتہ بہ حالت کہاں پہنچ گئی ہے؟ تعلیمی کمشنوں، رپورٹوں اور کمشنوں کی سفارشات سے نہ تو اساتذہ کی رہنمائی ہو سکی نہ ہی طالب علموں کو پتہ چل سکا کہ وہ اساتذہ کی رہبری میں کہاں پہنچ سکتے ہیں اور ان کی منزل کیا ہے؟۔

اساتذہ خود کسی منزل کی تلاش میں علم سے منسلک نہیں ہوئے۔ غالباً ان کے پاس انتخاب کرنے کے لئے اتنے کم مواقع تھے کہ انہیں محکمہ تعلیم میں ہی عافیت نظر آئی۔ بقول سقراط استاد ایک معاملے میں پیغمبر کی مانند ہوتا ہے وہ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے، باتوں باتوں میں انسان کی عقلِ سلیم کو صیقل کرتا ہے اور منفرد اور سچی سوچ کو مثبت ہونا سکھاتا ہے۔ آج کا استاد سقراط کی تعلیم پڑھاتا ہے۔ آئن سٹائن کی تھیوری اور نیوٹن کے لاز سمجھاتا ہے اس کے منہ سے بڑے بڑے فلاسفروں کے نام، دانشوروں کے حوالے ٹیپ ریکارڈر کی کی طرح ادا ہوتے ہیں۔ چلئے استاد کا عمل اگر سیدھا نہ بھی ہو تو اس کی سوچ تو سیدھی ہونی چاہیئے۔ کبھی آپ نے سوچا کہ آج کے استاد کی دانش مؤثر کیوں نہیں؟ اس کی بات میں سے اثر کیوں غائب ہو گیا ہے؟ جہاں تک میں سمجھ پائی ہوں جب تک پڑھانے والے کو اپنے علم پر یقین نہ ہو وہ کسی نو وارد طالب علم کے علم میں نہ تو اضافہ کر سکتا ہے نہ اس کی سوچ کو منفرد، سچی اور مثبت تشکل دینے کا اہل ہے۔ جب چشمے سے کھاری پانی نکل رہا ہو تو پینے والے کی پیاس کیسے بجھ سکتی ہے؟ جب استاد ٹائم پاس کرنے کے لئے، تنخواہیں حاصل کرنے کی لگن میں، دل لگانے کی خاطر، لباس اور میک اپ کی نمائش کے لئے علم گاہوں میں آئیں گے تو امکان غالب ہے طالبات کی سوچ مثبت ہونے کی بجائے ایسے راستے ضرور نکالے گی جو محنت، تنظیم اور اتحاد کی شاہراہ سے انہیں بہت دُور لے جائیں گے۔

اساتذہ اور والدین وہ دو گھوڑے کی بگھی ہے جس میں سوار طالب علم زندگی کے لمبے سفر پر نکلتا ہے۔ آج کے استاد کو اگر اپنے گریڈ کا فکر ہے تو والدین کو معیارِ زندگی کا فکر ایسے بھوت کی طرح چمٹا ہوا ہے جو صبح و شام تو کیا رات کو بھی ان کے سر سے نہیں اُترتا۔ والدین اس درجہ خوف زدہ ہیں کہ وہ اپنی اولاد سے بھی ڈر کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ آج کا عہد دراصل مادّی اشیاء کی فراہمی کا عہد ہے۔ دولت کی دوڑ اس قدر تیز ہے کہ معلموں کو پتہ نہیں چل سکا کہ انہیں کیا کرنا ہے اور وہ طالب علموں کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ والدین اس درجہ خوف زدہ ہیں کہ انہیں اپنی اولاد کو کسی قسم کا ڈسپلن سکھانے کی ہمت نہیں پڑتی۔ آج کے دَور میں طالب علم اور معلّم کے درمیان ہر قسم کا رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔

اب اگر آپ غور سے دیکھیں تو ایک تعلیم پر ہی کیا موقوف ہے زندگی کے ہر شعبے میں اربابِ اقتدار اور اربابِ اختیار نے پاکستان اور پاکستان کے باشندوں کے ساتھ سوتیلی ماں کا سا سلوک کیا ہے۔ اس لُوٹ کھسوٹ، چھینا جھپٹی اور بے انصافی کی داستان اس قدر پرانی ہے جس قدر کہ پاکستان کی عمر ہے، پاکستان بننے سے پہلے برّصغیر کے مسلمانوں کے سامنے ایک مطمح نظر تھا۔ حصولِ پاکستان کے لئے سب رَواں دَواں تھے۔ اس منزل کے لئے برّصغیر کے ہر مسلمان نے اپنی بساط سے بڑھ کر قربانی دی۔ ان لوگوں نے جو پاکستان کی حدود میں پہلے سے آباد تھے، ان لوگوں نے جو ہجرت کر کے پاکستان آنے کے متمنّی تھے اور ان لوگوں نے جو جسمانی طور پر پاکستان سے باہر بسنے پر مجبور تھے لیکن ان کی رُوحیں اس ملک میں بسنے کا تہیّہ کر چکی تھیں پاکستان ایک ایسا یوٹوپیا تھا جس کے حصول کے لئے ہر مسلمان مجسّم آرزو اور مجسّم عمل بنا ہوا تھا۔ اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار تھا۔ ہر شخص کا یہی خواب تھا کہ پاکستان معاشرتی اور معاشی اور اسلامی مساوات کا آئینہ دار ہو گا اور گورے اور بنئے کے صدیوں پرانے استحصال کی صدائے بازگشت بھی اس خواب میں در نہ آئے گی۔ لیکن جب آگ اور خون کا سمندر طے کر کے آنے والے پاکستان آئے اور پاکستان کے اندر بسنے والے اپنے مقصد کو پا گئے تو پاکستان کے اندر نئی سمتیں ابھریں ایک نئے کلچر نے جنم لیا۔ یہ کلچر مہاجروں اور مقامیوں کے تال میل سے وجود میں آیا۔ اس کلچر کی بنیاد نہ تو مذہب تھی، نہ رسم و رواج، نہ لوک ریت، نہ ادب و اساطیر، اس کلچر کی بنیاد ایک نئی اور انوکھی چیز پر پڑی جس کا نام بھی پاکستان والوں نے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ اس کلچر کا چوکھٹا حصولِ زر سے بنا تھا اور اس میں الاٹمنٹ کے کلچر کی تصویر بڑے رنگوں سے اُبھری تھی۔ وہ قوم اور وہ راہنما جو معاشرتی، معاشی اور اسلامی مساوات کی قندیلیں روشن کر کے نکلے تھے، پاکستان کی سرحدیں عبور کرتے ہی الاٹمنٹ کی روشنی سے ایسے مرعوب ہو کر اپنے ہاتھ کی قندیلیں گرا کر اس روشنی کے گرد پروانہ وار چکر کاٹنے شروع کر دیئے۔ مہاجروں کو دیکھ کر مقامی لپکے۔ مقامیوں کو دیکھ کر خاندانی آگے بڑھے.... ملک میں عزت و آبرو، نیکی اور نیک نامی اور شرافت و آبرو کے متلاشی اس نئے کھل، سم سم کے چالیس چور بن گئے۔ پھر پاکستان کے گلی محلّے کوچہ و بازار، بام و در الف لیلیٰ کے شہر بن گئے اور ہر قاسم پھر علی بابا کو ختم کرنے کے لئے اپنے ہتھیار تیز کرنے لگا۔ اور پھر ناچتی ہوئی مرجینا اپنے مالک کے ٹکڑے ٹکڑے جسم کو سلوانے کے لئے مصطفیٰ موچی کی تلاش کرتی رہی۔ پھر مصطفیٰ موچی کی آنکھوں پر پٹیاں بندھتی رہیں۔ دولت سمٹتی رہی سمٹتی رہی کھل سم سم کی سرگوشیاں ہوتی رہیں اور پاکستان میں الاٹمنٹ کلچر کا تصوّر جڑیں پکڑتا رہا۔ یہ کلچر امر بیل کی طرح پاکستان کے ہریلے درخت کو چاٹ گیا۔

اس درخت کی جڑوں میں نلائی کرنے پانی مہیّا کرنے اور اس کی شاخوں کو تراش خراش کرنے والے اساتذہ کو کھا گیا ـــ اس کلچر کی مہربانی سے جب درخت سوکھنے لگا اور اس کے پتے حوادثِ زمانہ میں بکھرنے لگے تو کلچر برداروں نے اپنے اپنے شیش محل کی کھڑکیاں کھول کر نیچے جھانکا اور اونچی آواز میں کہا ـــ اے دانشورو! اے استادو! نئی نسل کو نظریہ پاکستان کا درس دو۔ اگر ان لوگوں کو نظریۂ پاکستان کی اچھی طرح سے سمجھ نہ آئے گی یہ سوکھا اور ٹنڈ منڈ درخت کبھی ہرا بھرا نہ ہو گا۔

استادوں نے حیران ہو کر یہ آواز سُنی ان بچّوں نے جو پانی کے چھوٹے چھوٹے ڈول اور ٹین ڈبّے اٹھائے کھڑے تھے اُوپر نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو شیش محل کی کھڑکی بند ہو چکی تھی۔ البتہ اس کے باہر ایک خوش وضع لاؤڈ سپیکر لٹک رہا تھا جس سے شیش محل کے اندر چلتے ہوئے ٹیپ ریکارڈر کے لوپ کی آواز آ رہی تھی۔ نظریۂ پاکستان کو مضبوطی سے پکڑو، نظریۂ پاکستان پر عمل کرو۔ نظریۂ پاکستان کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

محترمہ! استاد پاکستان کی سرزمین پر تھے ان بچّوں کے قدم اس ہی دھرتی پر جمے تھے جس کی تلاش میں ان کے والدین آئے تھے ـــ استادوں نے بات کو نہ سمجھا وہ منہ اُٹھا کر کہہ نہ پائے کہ جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبوب سامنے ہو تو کیا اس کے سامنے بیٹھ کر خط لکھیں اور اس کو توجہ نہ دیں ۔۔ جب درخت موجود ہو تو اس کی شاخوں کو اس کے تنے اور جڑ کو نہ سینچیں؟ اور صرف یہ شور مچاتے رہیں کہ درخت کیسے وجود میں آیا ہے؟

لیکن ٹیپ ریکارڈ کی آواز اونچی تھی استادوں کے تمام سوال اس کی آواز میں ڈوب گئے اور ان کی ٹکڑیاں نظریات کی تلاش میں بکھر گئیں۔ کچھ استادوں کو جب اپنا نظریہ نہ مل سکا وہ الاٹمنٹ کلچر کی بھول بھلیوں میں کھو گئے۔

میں آپ کو کیسے بتاؤں کہ جو خود جیتا جاگتا نظریۂ پاکستان تھے وہ کیسے نظریۂ پاکستان تلاش کرنے میں تتر بتر ہو گئے۔ میں اساتذہ کو طالب علموں کو کس طرح پاکستان اور اپنے ملک کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین کروں جب کہ میں خود پاکستان کی نہیں بلکہ الاٹمنٹ کلچر کی پروڈکٹ ہوں جب میں معاشی انصاف اور اسلامی مساوات کا تازیانہ عین استحصال کے کمپیوٹر کا ادنیٰ ترین ٹرانسسٹر ہوں۔

محترمہ! بستیاں صرف پتھر کا مجموعہ نہیں ہوتیں، محرابوں اور میناروں کا البم نہیں ہوتیں، سڑکوں بازاروں، دوکانوں، بنکوں اور معبدوں کا گوشوارہ نہیں ہوتیں ۔۔ زندگی اور زندگی کے عمل، رشتوں، محبتوں اور قربتوں کی تفسیریں ہوتی ہیں۔ وہاں نظریے کے جھگڑے نہیں چلتے وہاں مجسم نظریے موجود ہوتے ہیں۔ ایسے دانشور، استاد، مشاہیر ہر پود میں نکلتے آتے ہیں جو رابطوں اور ضابطوں کو اپنی اپنی جگہ پہ رکھنے کا علم سکھاتے ہیں۔ رشتہ و پیوند اور محبت و قربت کے حوالے سے میری بھٹکتی ہوئی روح ایک اور سانحہ میں بھٹک رہی ہے۔

اور یہ سانحہ ڈھاکہ ہے۔

اس شہر میں میری بھٹکی روح یوں گھوم رہی ہے جیسے بابل و نینوا اور ہڑپہ اور موہنجوداڑو میں اب بھی پچھلی رات گئے کچھ روحیں گھومتی ہوں گی۔ پتہ نہیں کب کیوں اور کہاں مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی جس نے میرے مسجدوں کے شہر کو مجھ سے متنفر کر دیا اور اپنے سارے دروازے مجھ پر بند کر دیئے ابھی کچھ ہی دیر پہلے کی بات ہے میں میگھنا ندی میں لالو مانجھی کی نوکا میں بیٹھی بھٹیالی گیت سن رہی تھی۔ ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا مجھے ربیع الدین بیرے نے رات کے وقت جگا کر کہا بی بی سحری لایا ہوں روزہ رکھو۔ مسافری کا بہانہ نہیں چلے گا۔ ڈھاکہ تمہارا اپنا شہر ہے مولوی بازار۔۔ ڈبی بازار سے ملا ہوا ہے یہ تمہارا اپنا شہر ہے اس میں مسافری کیسی؟ اُٹھو سحری کھاؤ۔ پتہ نہیں کیا ہوا کیسے ہوا پتہ نہیں میں نے پیچھے مڑ کر کس وقت دیکھ لیا کہ میں پتھر کا بُت بن کر رہ گئی اور میرا شہر، میرا مسجدوں والا شہر مجھے روزے رکھانے والا شہر میرے لئے شجر ممنوعہ بن گیا ۔۔ پتہ نہیں ہم کسے ذمہ وار گردانیں؟ دانشوروں کی بھول تھی کہ استاد نظریۂ پاکستان کی تلاش میں بکھر گئے تھے ۔۔ پتہ نہیں کچھ لوگ ایذا پسند اور ایذا پرست تھے جنہوں نے ایسے فیصلے ہونے دیئے ۔۔ لیکن یہاں اس مرحلے پر پہنچ کر بھی استادوں نے اپنی ذمہ داری نہ سمجھی انہوں نے شاگردوں کو قریب کر کے نہ بتایا کہ یہ جو بھول ہوئی ہے اس پر ہماری آنے والی سات پشتیں لعنت بھیجتی رہیں گی کسی دیوار گریہ کے ساتھ لگ کر روتی رہیں گی۔

لیکن استاد سہم گئے انہوں نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیں اور بچوں کو کچھ سمجھائے بغیر اپنی اپنی اڑان اُڑ گئے طالب علم جو مائیکروفون سے نظریۂ پاکستان کی صدائیں سن کر ہراساں تھے استادوں کو قریب نہ پا کر ایسے بددل ہوئے کہ ان کے اور پڑھانے والوں کے درمیان آئندہ کسی قسم کی COMMUNICATION باقی نہ رہی۔

محترمہ پرنسپل صاحبہ۔

آج ہم بیسویں صدی کی آخری دہائی میں کھڑے ہیں۔ یہ دہائی مسلمان کے لئے بڑی اہم فیصلہ کن اور تحیّر آمیز ثابت ہوگی۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ساری دنیا میں صرف وہی خطے انتشار کا شکار ہیں جہاں ابھی اسلام میں دم خم ہے ۔۔ کیا ہم اس انتشار سے کچھ سیکھ رہے ہیں۔ بچوں کو اس انتشار کے معنی سمجھا رہے ہیں۔

افغانستان میں کیا ہوا؟

ایران اور عراق کس طاقت کے ہتھے چڑھ کر آپس میں گتھم گتھا ہوئے۔

ہندوستان کی سیکولر سٹیٹ میں کیسے کیسے فسادات جنم لیتے ہیں؟ اور کشمیر کی وادی میں کیوں آگ لگ اٹھی ہے؟

سعودی عرب کی حفاظت کے بہانے اب تیسری عالمی جنگ کے لئے وہی دھرتی کیوں چنی جا رہی ہے جہاں مسلم آبادی ہے۔

میں ایسے استاد کی امید تو نہیں رکھتی جو آج کے طالب علموں کو سارے عواقب و عوامل سمجھا کر یہ بتائے کہ آج کے تناظر میں سیکولرازم اور بنیاد پرستی کے تناظر میں ٹیکنالوجی اور روایت پرستی کو سامنے رکھ کر پاکستان کے تن آور درخت کی جڑیں اور شاخیں کس سمت میں لہرا رہی ہیں۔ لیکن میں ایسے استاد کی آرزو سے بھی آزاد نہیں ہو سکی جو اپنے مضمون کی تیاری کر کے کلاس میں آتا ہے اور متجسس نگاہوں کو سینچ اور مثبت سوچ دے کر جا سکتا ہے۔

پیاری طالبات مجھے پورا یقین ہے کہ جو جھولی پھیلی ہو اس میں دان رکھنا پڑتی ضرور ہے۔

جس انسان کے ذہن میں سوال ہو اس کا جواب کہیں نہ کہیں سے مل کر رہتا ہے۔ جو آدمی علم کے معاملے میں تجسس رکھتا ہے اسے گرو، مرشد استاد ملتا ہے اور ضرور ملتا ہے ۔۔

شاید آج کے دَور نے آپ کو اپنے پیدائشی تجسس سے ہٹا کر آپ کی توجہ بٹانے کے اتنے سارے بہانے، کھلونے وقتی مشغلے آپ کے ہاتھ پکڑا دیئے ہیں کہ آپ حافظے کی مدد سے امتحان پاس کرنے کی تو اہل ہیں لیکن تخیّل کی کھڑکی ابھی تک بند ہے آپ کو ابھی تک اپنی فکر کو اجالنے کے لئے اسے سمت بخشنے کے لئے نہ وقت ملا ہے نہ توفیق نہ آرزو نہ استاد۔

پیاری خواتین ۔۔ ہم نے تاحال اپنی نئی نسل سے کوئی کام نہیں لیا۔ ان کو کسی قسم کی ذمہ داری نہیں سونپی۔ ان کو فرائض کی بجا آوری پر مامور نہیں کیا۔ ان کی کام کرنے اور مشورہ دینے کی صلاحیتوں کو سلب کیا اپنی طبعی، سرکاری، معاشی اور معاشرتی عمروں کو EXTENTION کی وٹامن کھلا کھلا کر طویل کیا اور ان بچوں کو شاہ دولے شاہ کے چوہے بنا کر اپنی جیبیں بھرنے کے لئے ان سے بھیک منگوائی۔ کبھی ملک کے اندر چوہوں کی حالت زار دکھا کر روپیہ حاصل کیا کبھی ملک سے باہر ان چوہوں کی ذہنی دماغی اور جسمانی کیفیت دکھا کر زرمبادلہ کی بھیک اور قرضے لئے اور جب بھی ہم بزرگ کسی مصیبت میں مبتلا ہوئے تو ہم نے سارا الزام ان شاہ دولے شاہ کے چوہوں کے سر تھوپ دیا کہ چونکہ یہ نظریۂ پاکستان سے آگاہی نہیں رکھتے اور بھارت کے بنیئے کی نفرت کو نہیں سمجھتے اس لئے یہ ساری خرابی ساری مصیبت ان کی بدولت کھڑی ہوتی ہے لیکن کاش والدین جو الاٹمنٹ کلچر کے رنگ ماسٹر ہیں ان سے کوئی پوچھ سکتا کہ نئی نسل کے سروں پر ان کی پیدائش کے وقت جو لوہے کی ٹوپیاں ہم نے چڑھا دی تھیں اس کے بعد ان سے کیا توقع کی جا سکتی تھی ۔۔ لیکن والدین سے بھی کوئی سوال پوچھا نہیں جا سکتا کیونکہ وہ بھی صرف تعلیم کا نام جانتے ہیں۔ تربیت سے واقفیت نہ انہوں نے ضروری سمجھی نہ ہی کبھی اس کی طرف توجہ دی۔ لیکن ان ساری قنوطی باتوں کے باوجود میرا ایمان ہے کہ ایک ٹیچر ایک معلّم ایک استاد ایک واڈجی قوم کی بگڑی ہوئی تقدیر کو پلٹ سکتا ہے۔ استاد محترم میرا خیال ہے کہ تعلیم کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کو وہ کچھ سکھائے جو وہ نہیں جانتے بلکہ اس کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ طالب علم میں وہ مثبت سوچ پیدا ہو جس سے ایک مثبت رویہ جنم لیتا ہے تدریس یہ نہیں کہ بچے کو ہندسے اور حروف ابجد کی شناخت کرنا سکھا دی جائے تاکہ بعد میں رٹے کھاتے کے زور پر ساری عمر ہیرا پھیری کرتا رہے اور ابجد کے تال میں سے ہوس اور حصول زر کے نسخے بناتا رہے۔ بلکہ تعلیم کا مقصد اس کے برعکس ہونا چاہیئے یعنی طالب علموں کی اس طرح تربیت کی جائے کہ وہ جسم روح اور صفات کے اعتبار سے ارتقاء کی سیڑھیاں چڑھ سکیں اور انسان کامل بننے کی کوشش کرے۔ اس طرح کی تربیت کافی مشکل کام ہے یہ مشکل کام تکلیف دہ اور پریشان کن ہو سکتا ہے۔ طالب علم پر مسلسل مہربانی کی جائے اس پر نگاہ رکھی جائے ان کی مدد کی جائے۔ ان کو بتایا جائے پڑھایا جائے سکھایا جائے لیکن زبان سے نہیں عمل سے کردار سے مثال میں۔ میری نظر میں تعلیم کا اصل مقصد یہی ہے کہ ایک انسان زندگی بھر کے لئے ایک طالب علم بن جائے اور پھر وہ مسلسل علم حاصل کرتا رہے اگر یہ ممکن نہیں تو پھر اتنے سارے تعلیمی ادارے درس گاہیں دانش کدے محض فریب ہیں دھوکا ہیں۔

اپنی عزیز ڈگری پانے والی طالبات سے گزارش ہے کہ اپنا شخصیت پہچانیں اور اپنے کردار اور فردیت میں اضافہ کریں آپ کے دادا بھلے آپ کی شناخت سہی آپ کی امارت ذات مانا آپ کو سوسائٹی میں شناختی کارڈ عطا کرتی رہی ہے لیکن جب تک آپ کی اپنی شناخت قائم نہ ہوگی آپ لوگوں میں ہی شمار ہوں گی۔ میں آپ کو مشورہ تو دے نہیں سکتی صرف عرض کر سکتی ہوں کہ آپ میں جو بھی

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخوند فیاض احمد

حضرت میر محمد اسحاق صاحب

(اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

۳۱ مارچ ۱۹۹۱ء کے الفضل میں محترم ملک محمد عبداللہ صاحب کا مضمون حضرت ماموں جان میر محمد اسحاق صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کے بارہ میں شائع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم ملک صاحب موصوف کو جماعت احمدیہ کے ایک جید عالم، نہایت مشفق اور دردمند دل رکھنے والے عظیم المرتبت بزرگ کی نیک یاد کو تازہ کرنے کا نیک اجر عطا فرماوے۔

یہ عاجز و ناچیز مدرسہ احمدیہ کا طالبعلم نہیں رہا۔ اور نہ ہی کوئی ایسا موقع ملنے کا اعزاز اس عاجز کو نصیب ہوا کہ حضرت ماموں جان سید محمد اسحاق صاحب کی پاک صحبت میں متواتر کچھ وقت گزارا ہوتا۔ البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اباجی اخوند محمد اکبر خان (رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) کے اُن سے تعلقات کی وجہ سے، حضرت ماموں جان مجھ عاجز و ناچیز سے ہمیشہ محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔

اباجی ۱۹۳۰ء کی دہائی میں خرابی صحت کی بنا پر قریباً ایک سال کی رخصت لے کر قادیان میں مقیم ہوئے تھے۔ ہمارا قیام محترم نانا جان خانبہادر غلام محمد گلگتی کے مکان "گلگت ہاؤس" حلقہ بیت فضل میں رہا۔ عاجز بہت چھوٹا بچہ تھا۔ ابتدائی چند دن مہمان خانہ سے پرتکلف ناشتہ اور کھانا ایک کارکن پابندئ وقت سے ہمارے گھر لے کر آتے تھے۔ گھر میں اباجی بہت محبت اور احترام کے ساتھ حضرت ماموں جان کا ذکر کرتے کہ ان کے زیر انتظام مہمان نوازی کا یہ سلسلہ قائم ہے۔

پھر چند سال بعد یہ عاجز ہوسٹل تحریک جدید میں مقیم ہوا اور میٹرک کا امتحان قادیان سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاس کیا۔ ۱۹۳۹ء میں اباجی گورنمنٹ سروس سے ریٹائر ہوکر قادیان میں آبسے کچھ عرصہ "گلگت ہاؤس" ہی میں قیام کے بعد پھر محلہ دارالفضل میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنا مکان بنوانے کے بعد وہاں مقیم ہوگئے۔ اس دوران حضرت ماموں جان کی خدمات سلسلہ میں دن رات کی مصروفیات کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔ آپ قادیان کی علمی محافل کی جان تھے۔ اکثر اجلاس آپ کی زیر صدارت ہوتے۔ آپ کی تقریر اور آپ کا انداز بیان بہت دلکش اور مدلل ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق حضرت بانی سلسلہ اور ائمہ کے متعلق غیرت آپ کا کردار اور آپ کی تقریر و تحریر کا نمایاں جزو تھے۔ اعلیٰ اخلاق اور سنت کی پیروی پر ہمہ وقت زور دیتے رہنا آپ کا شیوہ تھا۔ ایک مرتبہ بیت الاقصیٰ میں ایک اجلاس جس کی آپ صدارت فرما رہے تھے۔ نصف شب گئے تک جاری رہا۔ اختتامی خطاب میں آپ نے پرزور نصیحت فرمائی کہ اجلاس کی وجہ سے رتجگے کا ہماری صبح کی باجماعت نماز پر اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔

الفضل کے صفحات اکثر آپ کے بصیرت افروز مضامین سے مزین ہوتے۔ ایک بار آپ کا مضمون ان علمی موضوعات پر مشتمل شائع ہوا۔ کہ جن پر ہر مخلص احمدی کا علمی دائرہ محیط ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات پر امام عالی مقام سیدنا الثانی نے فرمایا تھا کہ علمی میدان میں جماعت کی فکر میرے بعد آپ (یعنی حضرت ماموں جان میر محمد اسحاق صاحب) ہی کو ہوتی تھی۔

محترم ملک محمد عبداللہ صاحب نے حضرت ماموں جان کے بیت اقصیٰ میں رمضان المبارک کے ایام میں فجر کے وقت درس کا ذکر فرمایا ہے۔ اس عاجز کو ان دروس میں شامل ہونے کی سعادت ملتی رہی ہے۔ اور اس عاجز کی یادداشت کے مطابق یہ آپ کی زندگی کا آخری رمضان، اور اس ماہ رمضان میں آپ کا بوقت فجر آخری درس تھا (یعنی ۲۹ رمضان المبارک کی فجر تھی) کہ درس ختم کر کے آپ نے ایک خاص دعا کی تحریک کی۔ آپ کی آواز میں ارتعاش اور لہجے میں رقت پیدا ہوگئی تھی۔ فرمایا کہ پہلے زندگی میں کئی مرتبہ احباب جماعت کو یہ تحریک کرنے کی خواہش پیدا ہوئی لیکن پھر حجاب آجاتا تھا۔ مگر آج اس قدر زور کے ساتھ یہ خواہش دل میں اٹھی ہے کہ میں اس کے اظہار سے باز نہیں رہ سکا۔ میں یہ دیکھتا کہ ہم دو بھائیوں (یعنی حضرت بڑے ماموں جان سید میر محمد اسماعیل صاحب اور آپ) کو جماعت میں جو مقام حاصل ہے وہ حضرت اماں جان (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کی وجہ سے ہے کہ ہم اُن کے بھائی ہیں۔ لیکن احباب خاص دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں بھائیوں کو ذاتی طور پر بھی ایسے کام کرنے کی توفیق دے کہ ہمارے والد ماجد (یعنی حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحب۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کی روح خوش ہو کر بے اختیار اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے لگے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اسماعیل اور اسحاق جیسے دو بیٹے عطا کئے ہیں۔ اس واقعہ کے جلد بعد پیارے حضرت ماموں جان تو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے تھے۔ لیکن یہ عاجز یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس تڑپ کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس درس کے اختتام پر ان کے پرتاثیر کلام کے پیچھے ان کے دل میں موجود تھی اور جب ان دونوں عالی مرتبت بھائیوں کی روحیں اپنے عظیم والد ماجد کی روح سے ملی ہوں گی۔ تو حضرت ماموں جان میر محمد اسحاق صاحب کو ان کی خواہش اور تڑپ اور ان کی دعا کا قرار واقعی پھل مل گیا ہو گا۔ اے خدا ایسا ہی کر۔

چونکہ اس عاجز و ناچیز کے ایک خواب سے حضرت ماموں جان کے علو مرتبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے یہ عاجز اس کو بیان کرتا ہے سیدنا حضرت امام عالی مقام الثانی نے ایک بار نوجوانوں کو وقف کی تحریک فرماتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ اپنے کو وقف کے لئے پیش کرنے سے پہلے استخارہ کریں۔ اس تحریک کے بعد ایک رات اس عاجز کو قادیان میں بیت المبارک میں گزارنے کا موقع ملا۔ تو اس عاجز نے اپنی ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد کچھ نوافل ادا کئے اور استخارہ بھی کیا۔ اور پھر لیٹ گیا۔ خواب میں اس عاجز کے سامنے ایک تحریر آئی جسے یہ عاجز خواب میں بلند آواز سے پڑھنے لگا۔ درمیان میں کسی وجہ سے آنکھ کھل گئی اور شاید ایک سے زیادہ مرتبہ آنکھ کھلی تھی۔ مگر دوبارہ نیند آنے پر وہی تحریر سامنے آجاتی تھی اور خواب میں یہ عاجز اس تحریر کو پڑھنے لگتا۔ اس تحریر میں تربیت کے ساتھ ایک واقف کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی تھی اور اس تحریر کا سب سے پہلا فقرہ "حضرت میر محمد اسحاق صاحب" کے واقفین زندگی میں سابقون میں شامل ہونے پر دلالت کرتا تھا۔

آپ کے تین بیٹے ہوئے اور تینوں خدا تعالیٰ کے فضل سے واقف زندگی۔ فرزند اکبر سید میر داؤد احمد (اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو) بھی جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے۔ اور اب سید میر محمود احمد ناصر جامعہ کے پرنسپل ہیں۔ یعنی اپنے فاضل والد ماجد کے بہت عمدہ طریق پر وارث۔

آپ کے دو بیٹوں کی شادیاں حضرت امام عالی مقام فضل عمر کی صاحبزادیوں سے ہوئیں اور ایک بیٹے کی شادی سیدنا فضل عمر کی نواسی سے

اس سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

(حضرت میر محمد اسحاق صاحب مکرم اخوند فیاض صاحب کے حقیقی ماموں نہیں تھے)

بقیہ: ص۴ سے آگے

صلاحیت ہے اسے اجاگر کریں۔

اگر جنگل اور باغ میں صرف خوش الحان پرندوں کو گانے کا حق ہوتا تو جنگل اور باغ کس قدر بے صدا ہوتے خدا نے آپ کو بڑی نعمتوں صلاحیتوں سے نوازا ہے ہمارے گلستان کو بے آواز نہ رہنے دیجئے۔ آخر میں میں آپ کے حاضرین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جو یہاں تشریف لائیں۔ طالبات اساتذہ کا بھی بہت بہت شکریہ جنہوں نے میری باتوں کو سنا اور میری عزت افزائی فرمائی۔ میری دعا ہے کہ یہ کالج پھلے پھولے اور یہاں سے سال بہ سال ان گنت ایسی ڈگری یافتہ لڑکیاں زندگی کے دھارے میں شامل ہوں جنہیں قومی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کام کرنے کی توفیق عطا ہو۔

ہر شخص اپنے فرض کو سمجھے

حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے، نے ۱۹۴۴ء میں فرمایا:

"ہر شخص اپنے فرض کو سمجھے اور پھر رات اور دن اس فرض کی ادائیگی میں اس طرح مصروف ہو جائے جس طرح ایک پاگل اور مجنوں تمام اطراف سے اپنی توجہ کو ہٹا کر صرف ایک بات کے لئے اپنے تمام اوقات کو صرف کر دیتا ہے۔ جب تک رات اور دن انصاراللہ اپنے کام میں نہیں لگے رہتے۔ جب تک رات اور دن اطفال الاحمدیہ اپنے کام میں نہیں لگے رہتے اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے تمام اوقات کو صرف نہیں کر دیتے اس وقت تک ہم اپنی اندرونی تنظیم مکمل نہیں کر سکتے اور جب تک ہم اپنی اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کر لیتے اس وقت تک ہم بیرونی دنیا کی اصلاح اور اس کی خرابیوں کے ازالہ کی طرف پوری طرح توجہ نہیں کر سکتے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ ستمبر ۱۹۴۴ء صفحہ ۴۲۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقعاتِ عالم

مکّہ مکرّمہ

مکّہ کے شمال کی طرف تقریباً اڑھائی سو میل کے فاصلے پر ایک شہر ہے۔ جسکا نام مدینہ ہے۔ اب تو اس کے نام سے ساری دنیا واقف ہے کیونکہ ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے آخری دس سال یہیں گذارے اور یہیں آپ فوت ہوئے اور یہیں آپ کا مزار مبارک ہے اور یہی ابتدا میں خلافت اسلامی کا مرکز رہا ہے مگر اسلام سے پہلے یہ شہر ایک گمنامی کی حالت میں تھا اور اس کا نام یثرب تھا۔ ہجرت کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن ہونے کی وجہ سے اس کا نام مدینۃ الرسول مشہور ہو گیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ صرف مدینہ رہ گیا۔ اسلام سے پہلے یثرب کی آبادی مذہباً دو حصوں میں منقسم تھی۔ یعنی یہود اور بت پرست یہود پھر آگے تین قبائل میں تقسیم شدہ تھے یعنی بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ اور بت پرستوں کی بھی دو شاخیں تھیں۔ جن کا نام اوس اور خزرج تھا۔ یہی اوس اور خزرج بعد میں اسلام لا کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دے کر انصار کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اسلام سے پہلے اوس و خزرج عموماً آپس میں برسرِپیکار رہتے تھے۔ چنانچہ اس زمانے میں بھی جسکا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ ان کے درمیان ایک خطرناک لڑائی کی تیاری ہو رہی تھی۔ جو جنگ بُعاث کے نام سے مشہور ہے۔ اس لڑائی میں اوس و خزرج کے بڑے بڑے سردار کٹ کر ہلاک ہو گئے۔ چونکہ یہودی لوگ علمی اور مذہبی لحاظ سے ان بت پرستوں پر فوقیت رکھتے تھے۔ اور دولت اور اقتدار میں بھی عموماً بڑھے ہوئے تھے اسلئے یہود کا ان پر خاص اثر تھا۔ حتیٰ کہ اگر کسی مشرک کے اولاد نرینہ نہ ہوتی تھی تو وہ منت مانتا تھا کہ اگر میرے اولاد نرینہ ہوئی تو میں اپنے پہلے لڑکے کو یہودی بنا دوں گا یہود کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اوس و خزرج بھی کتب سماوی اور سلسلہ رسالت سے کچھ کچھ آشنا ہو گئے تھے۔ اور چونکہ یہود میں الٰہی نوشتوں کی رو سے ان دنوں ایک نبی کا انتظار تھا اسلئے یہ بات اوس اور خزرج کے کانوں تک بھی پہنچ چکی تھی۔ کیونکہ یہود ان سے کہا کرتے تھے۔ کہ اب ایک نبی مبعوث ہونیوالا ہے وہ جب آئے گا تو ہم اس کا ساتھ دے کر بت پرستوں اور کافروں کو نیست و نابود کر دیں گے۔ اور وہ ایک بڑی سلطنت قائم کرے گا۔ اور ہم اسے مان کر دنیا میں طاقت ور ہو جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسبِ دستور مکہ میں اشہرِ حرم کے اندر قبائل کا دورہ کر رہے تھے کہ آپؐ کو معلوم ہوا کہ یثرب کا ایک مشہور شخص سوید بن صامت مکہ میں آیا ہوا ہے۔ سوید مدینے کا ایک مشہور شخص تھا اور اپنی بہادری اور نجابت اور دوسری خوبیوں کی وجہ سے کامل کہلاتا تھا۔ اور شاعر بھی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پتہ لیتے ہوئے اس کے ڈیرے پر پہنچے اور اسلام کی دعوت دی اس نے کہا میرے پاس بھی ایک خاص کلام ہے جسکا نام مجلّہ لقمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مجھے بھی اس کا کوئی حصّہ سناؤ۔ اس پر سوید نے اس صحیفے کا ایک حصہ آپ کو سنایا۔ آپ نے اس کی تعریف فرمائی۔ کہ اسمیں اچھی باتیں ہیں مگر فرمایا کہ میرے پاس جو کلام ہے وہ بہت بالا اور ارفع ہے چنانچہ پھر آپ نے اسے قرآن شریف کا ایک حصہ سنایا جب آپؐ ختم کر چکے تو اس نے کہا۔ ہاں! واقعی یہ بہت اچھا کلام ہے اور گو وہ مسلمان نہیں ہوا مگر اس نے فی الجملہ آپؐ کی تصدیق کی اور آپؐ کو جھٹلایا نہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مدینہ میں واپس جا کر اسے زیادہ مہلت نہیں ملی اور وہ جلد ہی کسی ہنگامہ میں قتل ہو گیا یہ جنگ بعاث سے پہلے کی بات ہے۔ اسکے بعد اسی زمانے کے قریب یعنی جنگ بعاث سے قبل آپ پھر ایک دفعہ حج کے موقعہ پر قبائل کا دورہ کر رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر چند آدمیوں پر پڑی۔ یہ قبیلہ اوس سے تھے۔ اور اپنے بت پرست رقیبوں یعنی خزرج کیخلاف قریش سے مدد طلب کرنے آئے تھے۔ یہ بھی جنگ بعاث سے پہلے کا واقعہ ہے۔ گویا یہ طلب مدد اسی جنگ کی تیاری کا ایک حصہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی۔ آپ کی تقریر سن کر ایک نوجوان شخص جس کا نام ایاس تھا بے اختیار بول اٹھا۔ "خدا کی قسم جس طرف یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو بلاتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں"۔ مگر اس گروہ کے سردار نے ایک کنکروں کی مٹھی اٹھا کر اس کے منہ پر ماری اور کہا "چپ رہو۔ ہم اس کام کے لئے یہاں نہیں آئے"۔ اور اس طرح یہ معاملہ اس وقت یونہی دب کر رہ گیا۔ مگر لکھا ہے کہ ایاس جب واپس وطن جا کر فوت ہونے لگا تو اسکی زبان پر کلمہ توحید جاری تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب جنگ بعاث ہو چکی تو ۱۱ نبوی کے ماہ رجب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ میں یثرب والوں سے پھر ملاقات ہو گئی۔ آپ نے حسب نسب پوچھا تو معلوم ہوا کہ قبیلہ خزرج کے لوگ ہیں۔ اور یثرب سے آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت محبت کے لہجے میں کہا۔ "کیا آپ میری کچھ باتیں سن سکتے ہیں؟" انہوں نے کہا کہ "ہاں! کیا کہتے ہیں"۔ آپؐ بیٹھ گئے اور انکو اسلام کی دعوت دی اور قرآن شریف کی چند آیات سنا کر اپنے مشن سے آگاہ کیا ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا "یہ موقعہ ہے ایسا نہ ہو یہود ہم سے سبقت لے جاویں"۔ یہ کہہ کر سب مسلمان ہو گئے۔ یہ ۶ اشخاص تھے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

۱:۔ ابوامامہ اسعد بن زرارہ بنو نجار سے تھے۔ اور تصدیق کرنے میں سب سے اوّل تھے۔

۲:۔ عوف بن حارث یہ بھی بنو نجار سے تھے جو آنحضرتؐ کے دادا ابوالمطلب کے ننھیال کا قبیلہ تھا۔

۳:۔ رافع بن مالک جو بنو زریق سے تھے۔ اب تک جو قرآن شریف نازل ہو چکا تھا وہ اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا فرمایا۔

۴:۔ قطبہ بن عامر جو بنی سلمہ سے تھے۔

۵:۔ قطبہ بن عامر جو بنی حرام سے تھے۔

۶:۔ جابر بن عبداللہ بن رومان جو بنی عبیدہ سے تھے۔

اسکے بعد یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوئے اور جاتے ہوئے عرض کیا کہ ہمیں خانہ جنگیوں نے بہت کمزور کر رکھا ہے۔ اور ہم میں آپس میں بہت نااتفاقیاں ہیں۔ ہم یثرب میں جا کر اپنے بھائیوں میں اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے ہم کو پھر جمع کر دے۔ پھر ہم ہر طرح آپ کی مدد کے لئے تیار ہوں گے۔ چنانچہ یہ لوگ گئے اور ان کی وجہ سے یثرب میں اسلام کا چرچا ہونے لگا۔

وقفِ جدید میں پہلے سے بڑھ کر حصّہ لیں

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعتوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"یہ تحریک اللہ نے چاہا تو ایک لمبی چلنے والی تحریک ہے اور بہت ہی نتیجہ خیز ثابت ہوگی۔۔۔۔ ۔۔۔۔ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ جماعتیں جو اس تحریک کے فوائد سے غافل رہنے کی وجہ سے اس میں ہلکا حصّہ لیتی رہی ہیں۔ اب اس تحریک میں پہلے سے بڑھ کر حصّہ لیں گی"۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۹۶۴ میں قاری محمد شریف ولد امام دین صاحب قوم بھٹی پیشہ معلم عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹/۲/۷۰ ساکن اوچے مانگٹ حال چک نمبر ۸۹ - ج ب ضلع فیصل آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔
(۱) پلاٹ برقبہ دس مرلہ واقع دارالیمن غربی ربوہ مالیتی/۱۵,۰۰۰ روپے (۲) نقد/۴۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ/۷۰۰ روپے ماہوار بصورت الاؤنس از اصلاح وارشاد مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد قاری محمد شریف معلم اصلاح وارشاد مقامی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱ عبدالسلام کوارٹرز نمبر ۱۴۳ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ افضل خان صدر جماعت احمدیہ اوچے مانگٹ۔

مسل نمبر ۲۷۹۶۵ میں رفیق احمد ولد اکبر علی صاحب قوم جنجوعہ راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن میرا بھوٹا ضلع میرپور آزاد کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱/۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ احمد دین اسلام نگر پل مانگا ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نمبر۱ محمد شریف وصیت نمبر ۲۴۸۶۸ گواہ شد نمبر۲۔ منظور احمد ناصر انسپکٹر مال

مسل ۲۷۹۶۷ میں امۃ القیوم زوجہ محمد شریف صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۲/۱۵ دارالنصر غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۲/۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیور طلائی ۷ تولہ مالیتی ۲۱,۶۳۰/- روپے (۲) نقد ۱۵۰۰۰/- روپے (۳) حق مہر وصول شدہ ۳۰۰۰/- روپے (۴) ۷ مرلہ کا پلاٹ نزد فیصل آباد مالیتی ۲۸۰۰۰/- روپے۔ میزان ۶۷۶۳۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۴۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) کچا مکان مشتمل بر دو کمرہ جات مالیتی ۷۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۲۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد رفیق احمد ساکن میرا بھرڑکا آزاد کشمیر۔ گواہ شد نمبر۱ محمود احمد اختر ولد بدر حسین میرا بھرڑکا آزاد کشمیر۔ گواہ شد نمبر۲ محمد صدیق ولد اکبر علی میرا بھرڑکا آزاد کشمیر۔

مسل ۲۷۹۶۶ میں احمد دین ولد مہر دین صاحب قوم مغل پیشہ معمار عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۷۴ء ساکن اسلام نگر پل مانگا ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲/۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ پندرہ مرلہ مالیتی ۴۵۰۰۰/- روپے (۲) بھینس مالیتی چھ ہزار روپے (۳) کٹی مالیتی دو ہزار روپے۔ میزان ۵۳۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۴۰۰/- روپے ماہوار بصورت معماری یا مزدوری مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے الامتہ۔ امۃ القیوم زوجہ محمد شریف ۱۲/۱۵ دارالنصر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱ عبدالغفور وصیت نمبر ۱۶۱۴۰۔ گواہ شد نمبر۲ طاہر احمد مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۶۲۶۸۔

مسل ۲۷۹۶۸ میں ربیعہ میر طاہر زوجہ طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ قوم میر پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۲/۱۵ دارالنصر غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۲/۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیور وزنی ۱۶ تولہ مالیتی ۴۹۶۰۰/- روپے (۲) نقد ۱۶۰۰۰/- روپے (۳) حق مہر ۱۰۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ربیعہ میر طاہر زوجہ طاہر احمد مربی سلسلہ ۱۲/۱۵ دارالنصر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱ عبدالغفور وصیت نمبر ۱۶۱۴۰۔ گواہ شد نمبر۲ طاہر احمد مربی سلسلہ خاوند موصیہ وصیت نمبر ۲۶۲۶۸۔

آپ کا خط ملا

مکرم رشید احمد صاحب چودھری پریس سیکرٹری احمدیہ جماعت یو۔کے لکھتے ہیں۔

عیسائی دنیا کے اخبارات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ایک طرف اتحادی فوجوں نے کویت کو چھڑوانے کے بہانے عرب سرزمین میں لاکھوں فوجیوں کو بھجوایا اور پھر عراق پر حملہ کر کے لاکھوں مسلمانوں کو ہلاک کیا وہاں عیسائی پادری غول در غول بائبل اور دیگر عیسائی لٹریچر تھامے مڈل ایسٹ میں وارد ہوئے اور اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے ذریعہ ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا۔

اتحادی فوجوں نے اپنے آپریشن کا نام DESERT STORM رکھا تھا تو انہوں نے اپنے آپریشن کا نام "آپریشن موبلائیزیشن" رکھا۔

چنانچہ برطانیہ سے شائع ہونے والا ایک عیسائی رسالہ FOCUS اپنی جنوری کی اشاعت میں اخبار "کرسچین ہیرلڈ" کے حوالے سے لکھتا ہے:

"مسلمانوں میں تبلیغی سرگرمیاں

عرب دنیا اس وقت عیسائیت کا پیغام سننے کے لئے تیار ہے۔ عیسائیوں کو چاہئے کہ وہ خلیج کی جنگ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میدانِ عمل میں آئیں اور عیسائیت کو پھیلانے میں مدد دیں۔ صرف اردن کے ملک میں سو زائد ۶۰ سے ۱۰۰ تک افراد حلقہ بگوش عیسائیت ہو رہے ہیں۔ ایک عیسائی پبلشر کے تعاون سے ۲۵ لاکھ بائبل عربی ترجمہ شائع کی جا رہی ہیں جو عراق، اردن اور دیگر عرب ممالک میں تقسیم کی جائیں گی۔"

"فوکس" رسالہ مزید لکھتا ہے:

"مڈل ایسٹ میں خلیجی جنگ کی وجہ سے پناہ گزینوں کی کافی تعداد عیسائیوں کی طرف سے انسانی ہمدردی کے طور پر دی جانے والی امداد کے نتیجہ میں عیسائیت اختیار کر رہی ہے۔"

ایک اور رسالہ CHRISTIANITY TODAY میں ایک عیسائی لیڈر کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ ایک عرب ریاست کے دوسری عرب ریاست پر حملے کی وجہ سے عرب باشندوں کے ایمان کو بہت دھچکا لگا ہے اور اس آڑے وقت میں عیسائیوں کی طرف سے امداد پاکر لوگ بہت حیران ہیں اور شکر گذار ہیں گو بعض جگہوں پر ان کی سخت مخالفت بھی ہو رہی ہے۔"

اخبار کرسچین ہیرلڈ مزید لکھتا ہے کہ "بہت سے سعودی باشندے بھی دور دراز کا سفر کر کے بائبل کے حصول کے لئے عیسائیوں کے پاس آ رہے ہیں

آپریشن موبلائیزیشن کے ایک کارکن کے بیان کے مطابق بائبل کی مانگ اتنی بڑھ گئی ہے کہ ان کے پاس بائبل کے تمام نسخے ختم ہو گئے ہیں۔"

ان خبروں کو پڑھ کر کونسا مسلمان ہے جو چونک نہ گیا ہو۔ کیا یہ سب کچھ اسلام کے خلاف سازش نہیں۔ ان تمام حالات کی ذمہ داری کن پر عائد ہوتی ہے۔۔۔۔

ہمدردی خلائق

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا

"اپنے تو درکنار میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

ایک مرتبہ میں سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کوئی ۷۰۔۷۵ برس کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا۔ مگر اس نے اس کو جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں اس کو لے کر ٹھہر گیا۔ اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر پٹواری کو بہت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔"

حبوب مفید اٹھرا

HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA

۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے

NASIR ناصر

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطیہ برائے گندم

گذشتہ کئی سالوں سے مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے۔ ان مستحقین کی تعداد ہر سال کافی ہوتی ہے۔ اس کارِ خیر میں ہر سال مخلصین جماعت حصّہ لیتے ہیں۔ لہذا ہمدرد مخلصین جماعت سے درخواست ہے کہ اس کارِ خیر میں فراخ دلی سے حصّہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات بمدّ گندم کھاتہ نمبر ۴۵۵۰/۱۷۷/۳ معرفت افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔

صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم دارالضیافت۔ ربوہ

بقیہ: صا سے آگے

صاحب آف کہڑ ضلع دادو (سندھ) جو انٹرمیڈیٹ کے آخری سال کا طالب علم تھا اور امتحان کی تیاری کر رہا تھا۔ مختصر علالت کے بعد ۱۵ اپریل ۱۹۹۱ء کو وفات پا گیا۔ اسی روز شام کو مکرم ہدایت اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ باڈہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں تدفین عمل میں آئی۔

احباب عزیز موصوف کی بلندئ درجات اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کریں۔

○ مکرم ملک نور محمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۲۹ مارچ بروز جمعہ مطابق ۱۲ رمضان المبارک صبح چھ بجے وفات پا گئے۔ احباب موصوف کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

نوٹری پبلک برائے ربوہ

خاکسار تین سال کے لئے نوٹری پبلک برائے سب تحصیل ربوہ مقرر ہوا ہے۔ اس لئے اب تصدیق کے لئے چنیوٹ جانے کی بجائے خاکسار سے رجوع فرمائیں۔

عبدالسمیع حسنی ایڈووکیٹ
اوتھ کمشنر / نوٹری پبلک۔ ربوہ

ملکی خبریں

○ صوبہ سرحد کی ایک خصوصی عدالت نے قانون اور انصاف کے سابق وزیر اور پی ڈی اے کے رکن قومی اسمبلی مسٹر افتخار گیلانی کو سات سال کے لئے کسی بھی الیکشن میں حصّہ لینے کے نا اہل قرار دیا ہے اس کے علاوہ ۲۰ لاکھ روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔ ایک ماہ کے اندر جرمانہ ادا نہ ہونے کی صورت میں ڈیڑھ برس قید با مشقت بھگتنی ہو گی۔ ان پر پچھلے سال ۲۹ اگست کو ۲۸ لاکھ روپے کی خورد برد کے الزام میں ایف آئی اے نے کیس درج کروایا تھا۔

○ وزارت قانون پنجاب ایسی سفارشات پر غور کر رہی ہے جس کے تحت پنجاب میں ۹۰ فیصد جرائم اور عائلی مقدمات کی سماعت پنچایت کرے گی۔ پنچایت کے اراکین کی نامزدگی بذریعہ انتخابات ہو گی۔ جس میں عورتیں ووٹ نہیں ڈال سکیں گی اور کوئی شخص خود کو بطور پنچ امیدوار بھی قرار نہیں دے سکے گا۔ یہ پنچ تاحیات منتخب ہوں گے۔ ان کے بعض فیصلوں کے خلاف اپیل بھی نہ ہو سکے گی جبکہ دیگر فیصلوں کے خلاف صرف ہائی کورٹ میں اپیل ہو سکے گی۔

○ سپریم کورٹ نے قرار دیا ہے کہ ہائی کورٹ کو انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کی سزا معطل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

○ سندھ کے گورنر نے کہا ہے کہ سندھ کے حالات میں بیرونی ہاتھ کا ثبوت موجود ہے۔ اس سلسلے میں صوبے کے بعض نوجوانوں کو اغوا کر کے دہشت گردی کی تربیت دی گئی ہے۔

○ آزاد کشمیر کے انتخابات میں مسلم کانفرنس نے پیپلز پارٹی سے انتخابی اتحاد نہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ مسلم کانفرنس کی عاملہ نے صدر آزاد کشمیر سے کہا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو وزیر اعظم آزاد کشمیر کے معاون خصوصی کے عہدے سے الگ کر والیں۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق علی نے گذشتہ روز صدر مملکت سے تیسری بار ملاقات کی اور وفاقی کمیٹی کے بارے میں بات چیت کی جس میں اپوزیشن اور حکومت دونوں کے نمائندے شامل ہیں۔

○ کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز نے کہا ہے کہ پچھلا سال صحافت کی آزادی کے لئے بھاری ثابت ہوا۔

غیر ملکی خبریں

○ کرد باغیوں اور صدر صدام حسین کے درمیان کردوں کی خود مختاری کے بارے میں اصولی سمجھوتہ طے پا گیا ہے۔ سمجھوتے میں اس امر پر اتفاق کیا گیا ہے کہ عراق میں جمہوریت بحال کر دی جائے گی۔ کرد پناہ گزین واپس جا سکیں گے۔ ۱۹۷۰ء کے معاہدے کا احترام کیا جائے گا۔

○ زاخل کے قصبے میں کرد باغیوں کے ایک نمائندے نے امریکی فوجیوں سے ان کردوں کے بارے میں بات چیت کی ہے جو واپس اپنے گھروں کو جانا چاہتے ہیں۔ اس علاقے میں امریکی میرین فوجی گشت کر رہے ہیں۔

○ اقوامِ متحدہ کی امن فوج عراق اور کویت کی سرحد پر پوزیشنیں سنبھال رہی ہے تاہم امریکہ نے کہا ہے کہ وہ اس وقت تک اپنے فوجی عراق میں رکھے گا جب تک ۳۰ ملکوں پر مشتمل ۱۴۴۰ فوجیوں کا پورا کنٹرول عراق کویت سرحد پر نہ ہو جائے۔ عراق کی سرحد کے اندر دس میل اور کویت کی سرحد کے اندر پانچ میل کا علاقہ غیر فوجی علاقہ قرار دیا گیا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں "السفر" نامی اخبار کے ایڈیٹر محمد شعبان کے قتل کے بعد احتجاج کے نتیجے میں کاروبار زندگی معطل ہو کر رہ گیا ہے۔ طلباء کی اپیل پر ہونے والی ہڑتال میں تمام کاروباری مراکز بند رہے۔ احتجاج کے طور پر تمام اخبارات بند کر دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں سے جھڑپوں کے دوران ۳ بھارتی فوجی اور تین دوسرے افراد ہلاک ہو گئے۔ بھارتی فوجیوں نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے پرانے سری نگر میں چھاپے مار کر ۴۰ نوجوانوں کو گرفتار کر لیا۔

○ جیمز بیکر اسرائیل کے ساتھ علاقائی امن کانفرنس میں شرکت کے لئے مصر اور سعودی عرب کی رضامندی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

قائم شدہ ۱۹۷۸ء

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ

فون ۵۹۲

کلاسیں صبح و شام۔ داخلہ جاری ہے

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔

شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ

فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 75/-
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE 90/- اٹھراء کورس
تفصیلی لٹریچر مفت
کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۶۰۷، ۶۰۶، ۷۷۱